"Party Is Not Over..."

مستقبل

فرخ سہیل گوئندی

04-16-2013

28 اپریل 1977ء کو پاکستان کے پہلے منتخب وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں جو تاریخی تقریر کی، وہ پاکستان کی اس سیاست کا عنوان تھی جو آج تک جاری ہے۔ امریکی سرپرستی میں بنائے گئے پی پی پی مخالف نو جماعتوں کے اتحاد (پاکستان قومی اتحاد) جس میں سیکولر اور مذہبی جماعتیں شامل تھیں، کی امریکہ صرف مالی طور پر ہی نہیں بلکہ سیاسی مشوروں کے ذریعے بھی مدد کر رہا تھا جس میں پہیہ جام ہڑتال کر کے پاکستان کو مفلوج کر دیا جانا بھی شامل تھا۔ امریکی پالیسی سازوں نے یہی کچھ چلی میں الاندے کی حکومت ختم کرنے کے لیے کیا، جو اب وہ پی این اے (پاکستان قومی اتحاد) کے ذریعے پاکستان میں کر رہے تھے۔ پاکستان قومی اتحاد، پہلے انتخابی اتحاد کے طور پر معرضِ وجود میں آیا، پھر اس نے انتخابات میں دھاندلی کا نعرہ لگایا اور آخر میں پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ اور جدوجہد کا اعلان کر دیا۔ اس تمام عرصے میں پاکستان میں اس قدر امریکی ڈالر آئے کہ کھلی مارکیٹ میں ڈالر کی قیمت حیرت انگیز حد تک گر گئی۔

پاکستانی سیاست کے اس Legendary رہنما نے اپنی اس تقریر میں جو کچھ کہا، اس کو آج کے پاکستان کے تناظر میں ایک بار پھر پڑھنا ضروری ہے کہ کن قوتوں نے پاکستان کو امریکی سامراج کی جھولی میں ڈال دیا۔ مسٹر بھٹو نے اپنی اِس تقریر میں لاہور میں متعین ایک امریکی ''عہدے دار'' کے جواب میں ایک تاریخ ساز جملہ کہا تھا، وہ عہدے دار سی آئی اے کے پے رول پر تھا۔ لاہور میں 9 اپریل 1977ء کو پی این اے کے مظاہرین پر گولی چلانے کے واقعے کے بعد ردِعمل میں حکومت میں شامل کچھ افراد کے استعفیٰ کے حوالے سے، اس عہدے دار نے اسلام آباد میں امریکی سفارت خانے میں متعین دوسرے اہلکار کو فون پر گفتگو کے دوران ایک جملہ کہا تھا۔ اس کا پس منظر یہ تھا کہ منصوبہ بندی کے تحت ایسے برے حالات پیدا کر دیئے گئے کہ سول حکومتوں نے، جو سول بیوروکریسی کے رحم وکرم پر ہوتی ہیں، تشدد کرتے ہوئے پی این اے کے مظاہرین پر گولی چلانے کے ''انتظامات'' کر لیے، اس کے بعد پی پی پی حکومت میں شامل چند عہدے داروں کا استعفیٰ اسی امریکی سازش کا حصہ تھا۔ اس کا مقصد یہ تاثر قائم کرنا تھا کہ پی پی پی حکومت غیر مقبول ہو رہی ہے۔ اس پس منظر میں اس امریکی اہلکار نے کہا، "Party Is Over..."

اسی لیے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی تقریر میں اس بات کا جواب دیا، "Party Is Not Over..."

اور تاریخ نے اس بات کو ثابت کر دکھایا کہ باوجود اس کے کہ ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت ختم کر دی گئی، انہیں سولی پر چڑھا دیا گیا اور پھر اس کے بعد اس پارٹی کے ساتھ جو کچھ ہوا، لیکن آج کی نسل کو بھی اس کا علم ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو کی پارٹی ختم نہیں کی جا سکی۔ البتہ ذوالفقار علی بھٹو کے داماد جناب آصف علی زرداری نے اس پارٹی کی حکومت قائم و دائم رکھ کر اقتدارانہ سیاست کے حوالے سے ہر طرف سے داد وصول کی، لیکن یہ بھی حقیقت ہے انہوں نے کہ ذوالفقار علی بھٹو شہید کی پارٹی کی شناخت کو پاکستان کی اقتدار والی جماعتوں کے قریب کر

دیا۔اس کے باعث پارٹی شناخت کے بحران سے دوچار ہے۔لیکن سوال پھر ہے کہ کیاواقعی Party is Over?

تاریخ کا جذباتیت سے تجزیہ کرنے والے دانشوراس سائنسی حقیقت سے آشنا نہیں کہ محکوم لوگوں کی پارٹیاں ان کے رہنماؤں کو سولی پر چڑھانے سے ختم نہیں ہوتیں، ویسے ہی محکوم لوگوں کی روایتی سیاسی جماعتوں (Traditional Parties) پراگر حکمران طبقات قابض ہوجائیں تو ایسے میں عارضی پسپائی تو ہوجاتی ہے لیکن محکوم طبقات کی روایتی پارٹی ختم نہیں ہوتی اور یہی کچھ ذوالفقارعلی بھٹو کی پارٹی کے ساتھ ہوا۔سولی، پابندیاں اوراب شناخت کھرچنے والے طبقات بھی اس پارٹی کو ختم نہ کرپائیں گے۔اس کی اہم ترین وجہ اس پارٹی کی تاریخ ہے اوراس جماعت کو تاریخ ساز (History Maker) بنانے والے اس پارٹی کے بانی چیئرمین ذوالفقارعلی بھٹو ہیں جنہوں نے اس پارٹی کوایک ایسا مینی فیسٹو دیا جو برصغیر کی کوئی دوسری جماعت تاحال نہیں دے پائی۔ پاکستان پیپلز پارٹی، برصغیر کی وہ واحد جماعت ہے جو اپنے سماج کو بدلنے کا مکمل مینی فیسٹو رکھتی ہے، جسے پارٹی کا کوئی عہدے داراور رہنما بدلنے کا حق نہیں رکھتا اوراس مینی فیسٹو کے ذریعے اس پارٹی کو تاریخ ساز بنانے میں ذوالفقارعلی بھٹو کی شاعرانہ قیادت کا ہاتھ ہے جو خود تو سُولی پر جھول گئی، لیکن اُس کے عزم میں کوئی جھول نہیں آیا۔

یہ ایک حقیقت ہے اگر وطن عزیز، ذوالفقارعلی بھٹو کے بعداس سے بڑی سیاسی قیادت کو جنم دے گا تو یہ پارٹی شاید Over یا ختم ہوجائے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ محترمہ بےنظیر بھٹو بھی ذوالفقارعلی بھٹو کا بدل ثابت نہ ہوسکیں۔ وہ تو دراصل ذوالفقارعلی بھٹو کی Legacy کی امین تھیں۔ پچھلے 34 برسوں میں کوئی ایک بھی ایسا رہنما نہیں ابھرا یا پیدا ہوا جس کے بارے میں تاریخ اور وقت کی جدلیات کہہ سکیں کہ وہ ذوالفقارعلی بھٹو کا بدل ہے۔ اسی طرح پاکستان کے اس Legendary رہنما کی قائم کردہ جماعت، ابھی تک ایسی واحد جماعت ہے جو اپنی تاریخ کے علاوہ تین حوالوں سے سب سے نمایاں ہے۔

(1) پی پی پی سے وابستہ عوام، پاکستان کے سب سے Oppressed لوگ ہیں۔

(2) پی پی پی آج بھی پاکستان کی واحد جماعت ہے جو ملک کی تمام وفاقی اکائیوں میں اپنی بنیاد رکھتی ہے۔

(3) پی پی پی، پاکستان کی واحد جماعت ہے جس کے پاس آج بھی سب سے زیادہ سیاسی کیڈر موجود ہے۔

تاریخ کا سائنسی تجزیہ اور مطالعہ کریں تو یہی وہ جماعت ہے جو کسی بھی وقت پاکستان میں عوامی تبدیلی لانے میں کردار ادا کرسکتی ہے۔انتخابی معرکوں اوراسمبلیوں میں کامیابیوں کی بنیاد پر تجزیہ کرنے والے یہ جانتے ہی نہیں کہ پاکستان کے موجودہ انتخابات درحقیقت سٹیٹس کو ہی کا تسلسل ہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ابھی تلک کوئی دوسرا ذوالفقارعلی بھٹو پیدا نہیں ہوا۔اسی طرح ذوالفقارعلی بھٹو کا موازنہ کسی بھی دوسرے رہنما سے کیا ہی نہیں جاسکتا، حتیٰ ان کی صاحبزادی محترمہ بےنظیر بھٹوشہید سے بھی نہیں۔جس طرح پی پی پی پر سختیاں کرنے والے اس پارٹی کو ختم نہ کرسکے، اسی طرح اس پارٹی کی شناخت مسخ کرنے والے بھی اس کی روح کو ختم نہیں کرسکتے کیوں کہ اس پارٹی کی روح (Essence) پاکستان کے نہایت Oppressed لوگ ہیں جنہیں جب بھی موقع ملا، وہ تاریخ کا پہیہ موڑنے کی کوشش کریں گے۔ پاکستان میں تبدیلی ممکن ہی اس وقت ہے، جب پاکستان کے نہایت Oppressed لوگ بغاوت کردیں۔

درمیانے طبقات کی تحریکیں، انتخابات اور مرکنٹائل کلاس کے نمائندے کبھی انقلابات کو جنم نہیں دیتے۔ یہ طبقات تو تبدیلی کے نام پر درحقیقت سماجوں میں تبدیلی کے رستے میں رکاوٹ ہوتے ہیں۔ یہ طبقات عارضی بناوٹ اور سجاوٹ یعنی رنگ گورا کرنے والی کریمیں لگا کر دعویٰ صرف کرسکتے ہیں، دیکھو ہم بدلیں گے سماج کو! دکان دار اور مڈل کلاس طبقات کبھی انقلابات جنم نہیں دیتے۔انقلاب کسی بھی سماج کے نہایت پسماندہ طبقات ہی برپا کرتے ہیں۔ برصغیر میں رائج Colonial Democracy مزید اشرافیہ ہی کو جنم دیتی ہے۔ ذوالفقارعلی بھٹو نے پاکستانی سماج میں ان محکوم طبقات کے لیے پی پی پی کی شکل میں مورچہ لگایا، جس کو ڈھانے کی طاقت کسی کے پاس نہیں۔اس جماعت کے مخالفین کے پاس اور نہ ہی اس جماعت میں شامل ہو کر اس پارٹی پر سیاسی غلبہ پانے والوں کے پاس یہ طاقت ہے۔مختصر یہ کہ اگر ذوالفقارعلی بھٹو اوران کی پارٹی کو عوامی شکست دینی ہے تو وقت کا دھارا کوئی دوسرا بھٹو اوراس پارٹی سے زیادہ ریڈیکل مینی فیسٹو لے کر سامنے آئے۔ "Electables" تبدیلی نہیں لاسکتے، چاہے وہ کسی بھی جماعت کے پلیٹ فارم سے سامنے آئیں۔

اپنی شناخت مٹانے کی مجرمانہ کوششوں کے باوجود، آج بھی یہی وہ پارٹی ہے جو گوادر، دیر، ٹھٹھہ، منڈی بہاؤالدین اور کشمیر کی سرزمین پر اپنا وجود رکھتی ہے۔ ذرا تصور کریں کہ اگر پاکستان کے نہایت Oppressed عوام، جو اِس پارٹی کے پرچم تلے ابھی بھی اکٹھے ہیں، علم بغاوت بلند کردیں تو پھر تاریخ کا پہیہ کیسے چلے گا! اور یہی وہ لوگ ہیں جو تبدیلی کا ہراول دستہ ہوتے ہیں۔ عالمی صنعتوں کا مال بیچنے والی مرکنٹائل کلاس اور ملٹی نیشنل کمپنیوں میں ملازمتوں کے خواہاں نوجوان تبدیلی کا ہراول دستہ کبھی نہیں ہوتے۔ ابھی تلک تاریخ نے کوئی دوسرا ذوالفقار علی بھٹو دیکھا نہ ہی ان کی قائم کی ہوئی پارٹی جیسی کوئی دوسری سیاسی جماعت۔ اور یوں ذوالفقار علی بھٹو نے تاریخی طور پر درست کہا کہ

"Party Is Not Over..."